نقش آغاز

راشدالحق حقانی

ملک کا آئینی بحران ، شخصی آمریت، عدالت و آئین کا جنازہ

گذشتہ ماہ ملک میں چند بڑوں کی " جھوٹی انا " اور ہٹ دھرمی و بیجا ضد کے نتیجہ میں جو طوفان بدتمیزی برپا ہوا تھا۔ آخر کار عدالت ، آئین اور دستور کی دھجیاں اڑانے، قومی اداروں کی رہی سہی ساکھ کو خاک میں ملانے اور قومی خزانے کو اربوں روپے کا نقصان دینے کی شکل میں تھم گیا۔ لیکن بحران کا یہ طوفان اپنے ساتھ سب کچھ بہا کر لے گیا۔ یہ سب ڈرامہ بازی، کھیل تماشا اور دنگا وفساد کس نے برپا کیا ؟ آیا اس میں غریب عوام ملوث تھے ؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ بے چارے تو مہنگائی ، دہشت گردی اور استحصال کی چکی میں موجودہ حکومت کی طرف سے نظام خلافت راشدہ کے نفاذ کے وعدوں کے باوجود پس رہے ہیں۔ وہ کس طرح ان ہاتھیوں کی جنگ میں کود سکتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ملک وملت کے کس مفاد کی خاطر یہ " چومکھی " لڑائی لڑی گئی۔ ملک کے وزیراعظم اور اس کے حواریوں نے جس ڈھٹائی ، ہٹ دھرمی اور بے شرمی کے ساتھ عدل وانصاف کے معزز ترین مسند کے تقدس کو تاراج وغارت کیا یہ دنیا میں عدلیہ کی تاریخ کا ایک شرمناک باب کا اضافہ ہے ، کہ مغل اعظم اکبر دی گریٹ اور " مختار کل " بننے کے شوق اور " بھاری مینڈیٹ " کے خمار میں مبتلا شخص نے انا ربکم الاعلیٰ کا نعرہ لگاکر آئین پاکستان کو پامال کردیا اور سپریم کورٹ جیسے اعلیٰ ترین اور معزز ترین ادارے کی حکومتی سرپرستی میں وہ تذلیل و تحقیر کرائی گئی کہ پوری دنیا انگشت بدندان رہ گئی ، لیکن اس کے ساتھ ساتھ چیف جسٹس آف پاکستان جناب سجاد علی شاہ نے وقت کے فرعون کے سامنے ہتھیار نہ ڈالے بلکہ اس کو مجرم کے کٹہرے میں لاکر یہ ثابت کردیا کہ اللہ کی حاکمیت ہی یہاں پاکستان میں سپرطاقت ہے اور جناب سجاد علی شاہ صاحب نے لکل فرعون موسیٰ کے مصداق اس سحرسامری کے غرور وتکبر کے بت کو پاش پاش کردیا۔ گوکہ اس سچائی اور جرات کی آپ کو سقراط کی طرح سنگین سزا دی گئی۔ لیکن آپ کے اس اقدام نے یہ ثابت کردیا کہ

ع ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں

اورجب وزیراعظم کو معلوم ہوا کہ میں توہین عدالت کی زد میں آنے والاہوں جس کے نتیجے میں میری وزارت عظمیٰ ختم ہوسکتی ہے تو اس نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت موٹروے کے

فتتاح کے موقع پر مسلم لیگیوں اور ان کی حلیف جماعتوں کے کارکنوں کو اکساکر سپریم کورٹ پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا اور پھر اس کا" شاندار مظاہرہ" ہوا۔ ان غنڈوں کی قیادت سینٹ قومی اور صوبائی اسمبلی کے معزز ارکان اور دیگر مسلم لیگی " زعما" کررہے تھے۔ جن کی تصاویر اور تفصیلات اخبارات میں جلی سرخیوں کے ساتھ شائع ہوئی ہیں۔ لیکن اب کونسی عدالت بچی ہے جس میں فریاد رسی کیلئے دوہائی دی جائے اور کونسا ایسا قاضی وقت ہے جو انصاف کے تقاضے پورے کرے۔ اس لیے کہ

ے جب مسیحا دشمن جاں ہوتو کب ہے زندگی کون رہبر ہوسکے جب خضر پھسلانے لگے ؟

ان ڈیڑھ دوھفتوں میں وزیراعظم کے خلاف توہین عدالت کیس میں لیگیوں کے لیے یہ معزز ترین ادارہ "بازیچہ اطفال" بنا رہا۔ پھر وزیراعظم نے بالآخر حسب سابق، حسب روایت، اور حسب عادت "چمک" طاقت، حرص اور لالچ کے ذریعے عدالتوں کی تقسیم در تقسیم کا شرمناک اور بھیانک کھیل کھیلا۔ جس کے نتیجے میں ایک مضحکہ خیز صورتحال پیدا ہوئی۔ کہ ملک میں اس وقت دو چیف جسٹس صاحبان موجود ہیں۔ اور سب سے زیادہ" غورطلب" مسئلہ یہ ہے کہ عدالت میں پہلے سے دائرکردہ وزیراعظم کے خلاف توہین عدالت کے مقدمہ کی سماعت کا کیا بنے گا ؟ اور جو ججز عدالت عظمیٰ کی تعظیم وتکریم کے لیے کوشاں تھے اور جونہ جھک سکے نہ بک سکے۔ الٹاان کے خلاف مقدمات شروع ہوگئے۔

ع عدل وانصاف کا معیار بھی کیا رکھا ہے ؟

ہمارے وزیراعظم کا المیہ یہ رہا ہے کہ انہوں نے ہمیشہ اپنے محسنوں اور حلیف قوتوں کو اقتدار میں آکر" پامال" کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور ہمیشہ اقتدار میں آکر اس نے خود اپنی حکومت کے لیے مشکلات پیدا کی ہیں پھر مزید مصائب میں اس کے" نامور" مشیروں اور" نورتن" وزراء کا ہاتھ رہا ہے۔ اپوزیشن اور مخالفین حکومت کو ان دوست نما دشمنوں کے ہوتے ہوئے کسی جدوجہد کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ ع ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو ؟

آج قوم اور ارباب فکر ونظر یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ ماتحت اور صوبائی برانچوں کے جج صاحبان کیسے چیف جسٹس آف پاکستان کے خلاف صف آراء ہوتے ہیں۔ اس اصول کے مطابق اگر چاروں صوبوں کے وزراء اعلیٰ اگر پرائم منسٹر کے خلاف عدم اعتماد کا اظہار کرے تو کیا وزیراعظم صاحب معطل کرائے جاسکتے ہیں ؟ ہم اس" عارضی فتح" جوکہ درحقیقت شکست فاش ہے

پر جشن منانے والوں کو یہ بات گوش گزار کرتے ہیں کہ یہ پارلیمنٹ کی بالادستی نہیں بلکہ ایک فرد واحد کی آمریت اور ڈکٹیٹر شپ کے لیے راہ ہموار کی گئی ہے۔ اس کے بعد وزیراعظم صاحب یہ نہ کہنا کہ میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ (اب آپ کے ہاتھ ضرورت سے زیادہ کھل گئے ہیں) اور میں مجبور ہوں کیونکہ " بھاری مینڈیٹ " سے "مسلح" پارلیمنٹ تمھارے ساتھ ، عدلیہ اور جج صاحبان تمھارے جیب میں اور افواج پاکستان کا "سایہ عافیت" تمھارے سر پر اور آئندہ کا صدر مملکت بے چارہ تمھارے رحم وکرم پر تو ایسے حالات میں آپ کے پاس اب اسلام اور قرآن وسنت کی بالادستی شریعت بل کی حقیقی معنیٰ میں منظوری ، نظام خلافت راشدہ کا نفاذ اور ملک وملت کی فلاح وبہبود کیلئے عملاً کچھ کرنے کے سوا کوئی راستہ نہیں ..... اگر آپ صرف اور صرف ماضی کی طرح اپنی ذات اور حلیفوں کی تجوریاں اور منہ بند کرانے میں مصروف رہے تو یاد رکھیں کہ انقلاب جو کہ ملک کے دروازے پر ہرآن دستک دے رہا ہے تو سب سے پہلے مسمم لیگ اور پیپلز پارٹی اور دیگر لادین قوتیں ہی اس کی زد میں آئیں گی۔

پاکستان کے پچاس سال مکمل ہونے کے موقعہ پر موجودہ حکومت نے جس بے شرمی اور غرور وتکبر کے ساتھ " گولڈن جوبلی " منائی یہ بحران اور وزیراعظم کی عدالت میں پیشی یہ تذلیل یہ تضحیک اسی کا " وبال " و " عتاب " اور " ثمرہ " ہے۔ اور اسلامی نظام وقانون شریعت کے نفاذ سے اغماض کا نتیجہ ہے۔ اسی باعث تو ہم نے انہی اداراتی صفحات میں پیش آمدہ طوفانوں اور بحرانوں کے بارے میں بار بار آپ کو تنبیہ کی تھی لیکن ہماری اس کمزور اور ضعیف آواز کو درخور اعتناء نہیں سمجھا گیا۔ اگر چہ وزیراعظم فی الوقت اپنی کرسی وزارت پر براجمان اور رونق آفروز تو ہیں لیکن ملک وملت ، عدلیہ ، قانون بلکہ خود وزیراعظم کی عزت وناموس اور قدرومنزلت کو ذبح کرنے کے بعد

؎ آخر شب دید کے قابل تھی بسمل کی تڑپ صبحدم کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا ...؟

مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار ، مولانا مفتی عبدالسمیع اور ندیم اقبال اعوان کی شہادت

موجودہ حکومت کے آتے ہی قتل وغارت گری اور دہشت گردی میں جو بے پناہ اضافہ ہوا اور حکومت کی نااہلی کیوجہ سے جو خونی لہر اٹھی ہے اس کی زد میں ملک کی عظیم دینی ومشہور درسگاہ جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم اور عظیم سکالر کئی کتابوں کے مصنف اور خالص علمی اور بے داغ کردار کی شخصیت شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار جو کہ وفاق المدارس العربیہ کے جنرل سیکرٹری بھی تھے اور ان کے ساتھ جامعہ کے نامور استاذ حدیث اور طلبہ علوم دینیہ کے ہر دلعزیز علوم آلیہ کے اپنے وقت کے امام استاذی ومشفقی حضرت مولانا مفتی عبدالسمیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ